نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا

تصنیف لطیف

حضرت علامہ الحاج الحافظ
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہٗ



www.faizahmedowaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی دامت برکاتہم القدسیہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ سیدنا محمدن المصطفیٰ و علیٰ آلہ و اصحابہ اولیٰ التقی والنقی۔

اما بعد! احناف کے نزدیک نماز میں مرد کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔اور غیر مقلدین عورتوں کی طرح سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں جو سراسر غلط اور خلافِ سنت ہے بلکہ بدعت ہے خیر القرون سے لے کر تا حال کسی کا مذہب نہیں۔سوائے ان غیر مقلدین کے۔صحاح ستہ کی نمبر سوئم کی صحیح ترمذی شریف میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

علی ھذا عندا ھل العلم من اصحاب البنی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و التابعین و من بعد ھم (رضی اللہ تعالی عنہ) یرون ان یضع الرجل یمینہ علیٰ شمالہ فے الصلوٰۃ ورای بعضھم ان یضع فوق السرۃ ورای بعضھم تحت السرۃ و کل ذلك واسع عندھم

اس پر عمل ہے علماء اور تابعین اور من بعدہم کا جانتے ہیں کہ آدمی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے نماز میں اور بعضوں کی رائے ہے کہ ناف کے نیچے رکھے اور سب واسع ہے نزدیک علماء کے۔

اگر وضع الصدور بھی کسی کا مذہب ہوتا تو امام ترمذی اس کو بھی نقل کرتے جیسا کہ اور مذہب نقل کیے ہیں اور وضع کا حصر و مذہب میں نہ کرتے۔اس سے واضح ہوا کہ وہابیوں غیر مقلدین کا سینے پر ہاتھ باندھنا بدعت ہے۔اس مسئلہ کی توضیح کیلئے فقیر نے چند دلائل پیش کیے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علے حبیبہ الکریم۔

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ۔

بہاولپور۔پاکستان

باب اول

دلائل احناف

حدیث نمبر ۱

عن وائل ابن حجر قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم وضع یمینه علی شماله تحت السرة رواه ابن ابی شیبه بسند صحیح ع رجاله ثقات۔

ترجمہ حضرت وائل ابن حجر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ناف کے نیچے۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے نقل کی اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

حدیث نمبر ۲

ابنِ شاہین نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے کہ

قال ثلث من اخلاق النبوة تعجیل الافطار و تاخیر السحور و وضع الکف علی الکف تحت السرة۔

ترجمہ تین چیزیں نبوت کی علامات میں سے ہیں۔ افطار میں جلدی کرنا۔ سحری میں دیر کرنا۔ نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

حدیث نمبر ۳

ابوداؤد شریف (نسخہ ابن اعرابی) میں حضرت ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔

قال ابو وائل اخذ الکف علی الکف فی الصلوٰة تحت السرة۔

ترجمہ ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہیے۔

حدیث نمبر ٤

دارقطنی اور عبداللہ ابن احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ان من السنة فی الصلوٰة وضع الاکف و فی روایة وضع الیمین علیٰ الشمال تحت

السرۃ۔

ترجمہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اورایک رویت ہیں ہے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے۔

حدیث نمبر ۵

ابوداؤد (نسخہ ابن اعرابی) احمد۔ دارقطنی اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ۔

انہ قال السنۃ وضع الکف علیٰ الکف تحت السراۃ۔

ترجمہ ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

حدیث نمبر ٦

زین نے حضرت ابی ضحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ۔

ان علینا قال السنۃ و ضع الکف فی الصلوٰۃ و یضعھماتحت السرۃ۔

ترجمہ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت یہ ہے کہ ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔

حدیث نمبر ۷

امام محمد نے کتاب الاثار شریف میں ابراہیم نخعی سے روایت کی۔

انہ کان یدہ الیمسنی علی یدہ الیسری تحت السرۃ

ترجمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

حدیث نمبر ۸

قال یضع یمیبہ علی شمالہ تحت السرۃ۔

ترجمہ آپ نے فرمایا کہ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

حدیث نمبر ۹

ابن حزم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

انہ قال امن اخلاق النبوۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرہ۔

ترجمہ آپ نے فرمایا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا نبوت کے اخلاق میں سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

ابو بکر ابن ابی شیبہ نے حجاج ابن حسان سے روایت کی۔

قال سمعت ابا مجلز و سالته قلته کیف یضع قال یضع باطن کفه بیمینه علی ظاهر کف شماله و یجعلها اسفل من السرة اسناده جید و روایه

ترجمہ میں نے ابومجلز سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کیسے رکھے۔آپ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے ناف کے نیچے،اس کی اسناد بہت قوی ہے اور سارے راوی ثقہ ہیں۔

فائدہ

اس کے متعلق اور بہت حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں۔صرف ان پر اکتفاء کرتا ہوں۔

انتباہ

اگر کسی کو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق ہے تو اس کے لئے ہم نے احادیث کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور بعض ان میں سے اس طرح صحیح مرفوع جیسے بخاری وغیرہ کی۔اگر کوئی کتاب پرست ہے تو اسے یقین ہو کہ یہ عشق جہنم میں لے جائے گا اور ویسے سینہ پر ہاتھ رکھنے کی روایات اس کی محبوب کتاب (بخاری وغیرہ) میں بھی نہیں اور جو ہم نے احادیث پیش کی ہیں یہ کتابیں امام بخاری کے اساتذہ کی ہیں۔سچا عشق ہے تو مان لو ورنہ ضدی کا علاج ہمارے ہاں نہیں ہے۔

باب نمبر ۲

سوال و جواب

غیر مقلدین کے پاس سینہ پر ہاتھ باندھنے کی صحیح روایت صحاح ستہ کی تین صحیح ترین کتب بخاری،مسلم اور ترمذی میں نہیں ملیں۔اس سے ان کا یہ دھوکا سامنے آگیا کہ اہلسنت عوام کو کہتے ہیں کہ ہم صرف بخاری کی صحیح حدیث چاہتے۔اس کے علاوہ انہیں کسی دوسری احادیث کی کتب سے بھی صحیح مرفوع حدیث نہیں ملی صرف ابوداؤد پر غلط سہارا کیا تو وہ بھی ہم نے توڑ دیا۔اب حدیث کے عشق کا حق یہ تھا کہ جو روایت ہم نے پیش کی ہیں سنداً صحیح بھی ہیں اور بعض ان میں ضعیف ہیں تو بقاعدہ اصولِ حدیث حسن لغیرہ ہیں لیکن اس کے برعکس سوالات کھڑے

کیئے اور وہ بھی لولے لنگڑے۔ یا کسی حدیث سے استدلال کیا تو غلط۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

سوال ابوداؤد شریف میں ابن جریر حلبی نے اپنے والد سے روایت کی۔

قال رائت علیا یمسک شماله بیمینه علی الرسغ فوق السرة

ترجمہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ کو دیکھا کہ آپ نے بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ سے کلائی پر پکڑا ناف کے اوپر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے تھے۔

جواب ۱ غیر مقلدین کی عادت ہے کہ روایت ادھوری نقل کرتے ہیں۔ یہاں بھی حدیث مکمل نہیں لکھی اس کے بعد مفصل یہ ہے (نسخہ ابن اعرابی) میں روایت یوں ہے۔

قال ابوداؤد روی عنه سعید ابن جبیر فوق السرة وروی عن ابی هریرة و لیس بالقوی۔

ترجمہ ابوداؤد نے فرمایا کہ سعید ابن جبیر سے ناف کے اوپر کی روایت ہے ابوجلاد نے ناف کے نیچے کی روایت کی۔ ابی ہریرہ سے بھی یہ روایت ہے مگر یہ کچھ قوی نہیں۔

انتباہ

زیرِ ناف یا ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کی احادیث مروجہ ابوداؤد کے نسخوں میں نہیں ابن اعرابی والے ابوداؤد کے نسخوں میں موجود ہیں جیسا کہ حاشیہ ابوداؤد میں اس کی تصریح ہے۔ اسی نسخے سے فتح القدیر نے روایت کیں۔

بہرحال وہابیہ کی پیش کردہ ابوداؤد کی حدیث میں تعارض واقع ہوگیا۔ اور ان تمام متعارضہ روایتوں کو خود ابوداؤد نے ضعیف فرمایا۔ تعجب ہے کہ غیر مقلدین ابوداؤد کی ضعیف حدیث سے استدلال کریں تو جائز اگر ہم کسی حدیث سے استدلال کریں جو ضعیف تو ہو لیکن اس کی کسی دوسری حدیث سے تائید مل جائے اور وہ حسن لغیرہ کا درجہ پا جائے تب بھی ناجائز اسے کہتے ہیں سینہ زوری یا "یجوز لنا لا یغرنا" ہمارے لئے دوسروں کے۔

جواب ۲ غیر مقلدین نے سوال میں ضعیف حدیث پیش کی ہے۔ ہم نے اس کے مقابلہ میں ایک اور

روایت پیش کردی تو با قاعدہ علم المناظرہ ان کی پیش کردہ روایت قابل حجت نہ رہی پھر ایک اور قاعدہ پر عمل کیا گیا وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حدیث میں تعارض ہو تو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ زیرِ ناف والی حدیث قابلِ عمل ہوں۔ کیونکہ سجدہ، رکوع، التحیات کی نشست سب میں ادب ملحوظ ہے تو چاہیے کہ قیام میں بھی ادب ہی کا لحاظ رہے۔ زیرِ ناف ہاتھ باندھنا ادب ہے۔ سینے پر ہاتھ رکھنا بے ادبی گویا کسی کو کشتی کی دعوت دینا ہے۔

جواب ۳ یہ صرف غیر مقلدین کی ضد توڑنے کیلئے قاعدہ نمبر ا۔۲ عرض کیا ہے۔ ورنہ ہم نے جواب اول میں روایت پیش کی ہیں۔ ان میں بعض تو سنداً صحیح ہیں اور بعض مُرسل ہیں جو شرعاً قابلِ حجت ہیں۔ اگرچہ صحاح ستہ میں نہ سہی تو ہم اہلسنت احادیث کے عُشاق ہیں۔ جبکہ غیر مقلدین بخاری پرشت یا صحاح ستہ پرست۔ ورنہ اس کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف یہ فرمایا۔

ورای بعضهم ان یضعها فوق السرة ورای بعضهم ان یضعهما تحت السرة وکل ذالك واسع عندهم۔

ترجمہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو سینے پر ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث ملتی تو نقل فرما لیتے۔ صرف علماء کی رائے کا ذکر نہ فرماتے۔

انتباہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک تو کسی مجتہد کا مذہب نہیں کہ سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھی جائے بعد کو نامعلوم یہ مذہب کس کا ہے بلکہ ہمارہ تحقیق یہ ہے کہ غیر مقلدین کی طرح یہ مسئلہ بھی تیرھویں صدی کی پیداوار ہے جو سراسر بدعت ہی بدعت ہے۔ اسی لئے فقیر کی تحقیق حق ہے کہ غیر مقلدین بدعتی ہیں اور ان کے اکثر مسائل مجموعہ بدعات ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب۔ ''وہابی دیوبندی بدعتی ہیں''

خاتمہ الحمدللہ ہم اہلسنت (احناف) عشاقِ حدیث ہیں اور صاحب حدیث حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جہاں بھی صحیح سند کے ساتھ روایت مل جائے اس پر عمل کرتے ہیں وہ چاہے وہ صحیح بخاری ہو یا کوئی اور کتاب۔ غیر مقلدین کی طرح ہم کتاب پرست نہیں کہ صرف اپنے نفس کی اتباع میں کہدیں کہ بخاری میں حدیث دکھاؤ یا صحاح ستہ میں وغیرہ وغیرہ۔

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ہم نے متعدد روایات باب اول میں صراحۃً ذکر کی ہیں۔ وہ سندات

کے لحاظ سے صحیح اوت مستند ہیں مثلاً ہماری ایک روایت کی سند ملاحظہ ہو۔

(مصنف ابن شیبہ۔اُستاذ بخاری ومسلم) کی سند یوں ہے۔

حدثنا و کیع عن موسیٰ بن عمیر عن علقمه بن حجر عن ابیه قال رائیت النبی صلی الله علیه و آله وسلم وضع یمینه علیٰ شماله فی الصلوٰة تحت السرة۔

ترجمہ ہم نے وکیع سے انہوں نے موسیٰ بن عمیر سے انہوں نے علقمہ بن حجر سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں دایاں ہاتھ ناف کے نیچے رکھا ہوا تھا۔

یہ حدیث صحیح امام مسلم کی شرائط پر مروی ہے۔اور اسکے راوی نہایت ثقہ اور جید ہیں۔مثلاً وکیع ابن جراح سے روایت (بغم الراء و همزا پهر مهمله) ابوسفیان کوفی ثقہ حافظ عابد سے کبار تاسعہ سے اور موسیٰ ابن عمیر تمیمی غمری کوفی ثقہ کبار تاسعہ سے ہے (تقریب) اسی لئے شیخ قاسم قطلو بغا حنفی رحمۃ اللہ نے تخریج احادیث الاختیار میں اس حدیث کی نقل کے بعد فرمایا۔

هکذا سند جید و کیع احداعلام و موسیٰ بن عمیر و ثقه ابو حاتم وری عنه انسائی و علقمه و قد اخرج عنه البخاری فی رفع الیدین و مسلم فی صحیحه و العلماء الاربعة و ثقه ابن حبان۔

ترجمہ یہ سند جید ہے۔وکیع ایک بڑے مشہور علماء ہیں سے ہے اور موسیٰ بن عمیر کو ابو حاتم نے توثیق کی ہے اور نسائی نے اس سے روایت کی ہے اور علقمہ سے بخاری نے رفع الیدین روایت کی ہے۔اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور علماءِ اربعہ نے نیز نکالا ہے اور حبان نے اسکی توثیق کی ہے۔

سوال تمہاری بیاں کردہ حدیث میں علقمہ شرط مسلم پر نہیں اس لئے کہ علقمہ تو اپنے باپ کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا تھا جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ نے علل کبیر میں لکھا کہ

سالت البخاری هل سمع علقمه عن ابیه قال ولد علقمه بعد موت ابیه بستة اشهر۔

ترجمہ میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ کیا علقمہ نے اپنے باپ سے حدیث سنی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ علقمہ تو اپنے باپ کی موت کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا ہے۔

جواب علقمہ بن حجر کوفی صدوق ہیں امام مسلم نے باب وضع یده الیمنی علی الیسری میں علقمہ کی روایت اسکے باپ سے بیان کی ہے امام مسلم کی روایت ملاحظہ ہو۔

حدثنا زبیر بن حرب قال نا عفان قال نا همام قالنا محمد بن حجارة قال حدثنی عبدالجبار بن وائل عن علقمه بن وائل وهو لیٰ هم انهما اجراهُ عن حجرانه روی النبی صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حین داخل فی الصلوٰة کبر وصف همام حیال اُذنیه ثم التحف بثوبهٖ ثم وضع یده الیمنیٰ علی الیسری

ترجمہ ہمیں زبیر بن حرب نے حدیث بیان کی انہوں نے فرمایا کہ ہمیں عفان نے بیان کی انہوں نے کہا کہ ہمام نے بیان کی انہوں نے فرمایا کہ ہمیں محمد بن حجارہ نے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں عبدالجبار بن وائل نے علقمہ بن وائل سے بیان کی ان کے مولیٰ سے دونوں وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں کہ وائل نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جب نماز میں داخل ہوئے رفع الیدین اور تکبیر کی ہمام نے رفع الیدین کی کانوں تک اُٹھانے کا بیان کیا پھر ہاتھوں کو کپڑے میں لپیٹا پھر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔

فائدہ سوال میں سراسر دھوکہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث علی شرط مسلم پر نہیں جبکہ خود امام مسلم نے اپنی سند میں علقمہ کو اپنے باپ سے روایت کی تصریح فرمائی نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں تک لیجانے چاہیں ناکہ عورتوں کی طرح کاندھوں تک نہ کہ غیر مقلدین کی طرح عورتوں کے طریقہ پر کہ ہاتھ کاندھوں تک لے جاتے ہیں۔

جواب علل کبیر کا حوالہ غلط ہے اس لئے کہ خود امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ اپنی کتاب ترمذی شریف کے باب ماجاء فی المراة اذا استکرمت علی الزنا۔ میں علقمہ ابن ابیہ نے حدیث نکالی ہے۔ کہا ہے کہ:

هذا حدیث حسن غریب صحیح و علقمه بن وائل ابن حجر سمع من ابیه و هو اکبر من عبدالجبار وایل و عبدالجبار ابن وائل لم یسمع من ابیه۔

ترجمہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور علقمہ بن حجر نے اپنے باپ سے حدیث سنی ہے اور یہ علقمہ عبدالجبار بن وائل سے بڑا ہے ہاں عبدالجبار بن وائل نے اپنے سے حدیث نہیں سنی۔

فائدہ ممکن ہے کہ علل کبیر میں عبد الجبار کے علقمہ کاتبین نے لکھ دیا ہو کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صحیح ترمذی میں علقمہ عن ابیہ سے سند بیان کریں اور علل کبیر میں اسے چھ ماہ بعد کو پیدا ہونے والا بتائیں ہمارے جیسے عام آدمیوں سے تو ایسی غلطی ممکن ہے۔ اپنے بڑے امام حدیث سے غلطی کے امکان کا تصور ہی نہیں ہو سکتا جبکہ امام ترمذی کے قوت حافظہ کا مخالفین کو بھی اعتراف ہے۔

لطیفہ لفظ غریب سے شاید کوئی بے وقوف یہ بول اُٹھے کہ پھر بھی یہ حدیث غریب (کمزور) ہے نہ۔ تو اس بے عقل کو سمجھا دیں کہ یہاں غریب بمعنی کمزور نہیں جیسا شبلی نعمانی نے سیرۃ النبی میں لکھ مارا۔ بلکہ حدیثِ غریب امام ترمذی کا ایک اصلاحی لفظ ہے جو باعتبار خصوصی سند کے اسے غریب کہہ دیتے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ حدیث صحیح ہوتی ہے جیسے اسی سند میں دیکھ لیں کہ اس روایت کو غریب کہہ کر صحیح بتایا۔ (فافہم)

غیر مقلدین کا استدلال

روایت صحیحہ جنہیں غیر مقلدین بھی مانتے ہیں کہ ان میں صرف نماز میں دائیں ہاتھ کا ذکر ہے غیر مقلدین نے ازخود اسے سینہ پر ہاتھ رکھنے کی بدعت نکالی ہے ان روایت کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ عن ابی حازم عن سھل بن سعد قال کان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنی علیٰ ذراعیھه فی الصلوٰۃ وقال ابو حازم ولا اعلم الا یمنیٰ ذلك الیه صلی اللہ علیه و آلیه وسلم (رواہ البخاری)

ترجمہ ابو حازم سے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو حکم تھا کہ وہ نماز میں اپنا سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھیں اور مجھے معلوم ہے کہ یہ حدیث حضور علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔

۲۔ عن ھلب الطائر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم امنا فیاخذ شماله بیمینه رواہ الترمذی وقال حدیث حسن و فی الباب عن و ائل ابن حجر و عطیف ابن الحارث و ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ عنھم۔

ترجمہ حضرت ہلب بن طائر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی آلہ علیہ وآلہ وسلم ہماری امامت کرتے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ وغیرہ وغیرہ

فائدہ اسی طرح دوسری روایت میں (باختلاف الفاظ) ہے ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔ ان روایات میں نا سینے پر رکھنے کی تصریح ہے نہ ناف کے اوپر نا نیچے کا۔ اصول حدیث وغیرہ میں ایسی روایات کو مجمل کہا جاتا ہے جنہیں دیگر روایات اگرچہ ضعیف سہی یا اقوال واعمال صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان کی ضرورت ہے یا مجتہدین وعلمائے روا سخین کے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنی طرف سے ڈھگوسلہ مارنا دین میں تحریف ہے۔

اھلسنت کا بیڑا پار احناف اہلسنت کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ ان اجمالی روایات کا بیان احادیثِ صحیحہ سے حاصل کیا جسکا تفصیلی بیان گذرا اور دس احادیث باب اول میں فقیر نے لکھیں اور غیر مقلدین کے پاس سوائے ڈھگوسلہ بازی کے کچھ نہیں۔

سوال صحیح ابن خزیمہ میں سینہ پر ہاتھ رکھنے کی تصریح ہے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے ملا کر سینہ پر رکھا۔

جواب علم الحدیث کا قاعدہ ہے۔ حکایت "الفعل لا تعم" فعل کی حکایت عمومی حکم نہیں ہوتا وہ ایک قسم کے جواز کی دلیل ہے۔ اور دلیلِ جواز سنت نہیں ہمارا سوال تو یہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائمی سنت ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ہے اور مسلمان کو تو نبی علیہ السلام کی سنت چاہیے نہ کہ جواز۔ جواز تو اس لئے ہوتا ہے کہ امتِ مرحومہ پر وہ عمل واجب نہ ہو جائے۔ جیسے احادیث کے اسرار اور نبوت کے رموز کو جاننے والے جانتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو عبادت مواظبت کے طور پر ادا فرماتے وہ اللہ پاک کو ایسی پسند تھیں کہ امت پر واجب فرما دیتا جیسے تراویح کے متعلق خود حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اظہارِ خیال فرمایا اسی لئے آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ جس فعل کو دائماً رکھنا چاہتے تو اسکے لئے جوازاً دوسری صورت اختیار فرماتے۔ تاکہ وہ جعل وجوب سے بچ کر دائمی سنت بن جائے جیسے یہاں ہوا کہ ایک بار سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز ادا فرمائی اسکے بعد ہمیشہ ہمیشہ تک چھوڑ دیا۔

فائدہ جو عمل متروک ہو کر دوسرا عمل متعین ہو جائے تو باصطلاح صحابہ وہ فعل بدعت کہلاتا ہے جیسے ماہرینِ حدیث کو معلوم ہے۔

سوال جواز تو ثابت ہو گیا تو تم نے اسے ڈھکو سلے سے تعبیر کیوں کیا؟

جواب جواز فعل اور بات ہے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بات ہے اسی لئے الحمد اللہ ہم سنت رسول پر عمل کرتے ہیں اور تم جواز ی ہوئے پھر عمل بالحدیث کا تمہارا دعویٰ کہا گیا۔

قاعدہ جس جواز کو حضور نبی پاک ﷺ ترک فرمادیں وہ عملی طور پر منسوخ ہو جاتا ہے۔اسکی دلیل کی ضرورت نہیں اسی لیے کتب احادیث میں حضور پاک ﷺ کے بعد کسی کے بھی سینے پر ہاتھ رکھنے نہیں پھر صحابہ کرام تو حضور نبی پاک ﷺ کے سب سے مضبوط ترین عامل بالحدیث تھے۔ان سے یہ فعل کبھی صادر نہیں ہوا بلکہ ان کا دائمی عمل وقول ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہے۔بابِ اول میں روایات نقل کر چکا ہوں تماماً مالللحق چند حاضر ہیں۔

ان علیا من سنة الصلوٰة و ضع الاکف علیٰ الاکف تحت کسرة رواه ابوبکر ابن ابی شیبة و ابو دائوو الدار قطنی ولبیهقی ودزین و جی روایة من السنة و ضع الاکف علیٰ الاکف تحت السرة رواه ابو دائود عن ابی هریرة انه قال وضع الاکف علیٰ الاکف تحت السرة رواه ابو دائود عن حجاج بن حبان انه قال سالت ابا حجن کیف یضع قال یضع باطن کف یمینه علیٰ ظاهر کف شمالة یجعلهما تحت السرة رواه ابن ابی شیبه

ترجمہ پھر تیسری چوتھی صدی تک اس کا کائی جواز نہیں ملتا کسی نے سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھی ہو۔ امام ترمذی اپنی صحیح ترمذی میں احادیث کی روایات کے بعد اپنے زمانے تک کے مزاہب اور آئمہ اوران کے اقوال بیان کرتے ہیں تو ان میں صرف تحت السرۃ وفوق السرہ کی تصریح فرمائی سینے پر ہاتھ رکھنے کے متعلق کسی صحابی۔تابعی اور امام کا نام نہیں لکھا۔انکی عبادت فقیر پہلے لکھ چکا ہے۔بلکہ اسکے بعد تا حال کسی کا قولی عمل نہیں سوائے ان وہابیہ غیر مقلدین کے اسی لئے تو میں نے لکھا کہ یہ بدعتی ہیں۔

قاعدہ صحابہ کرام وتابعین عظام کی عادت تھی کہ جو عمل متروک یا منسوخ ہو جائے اسے بدعت سے تعبیر کرتے اوع عامل کو بدعتی اسکی کتب احادیث میں بے شمار امثالیں موجود ہیں اس سے ثابت ہوا کہ وائل ابنِ حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت متروک ہو چکی جسکی تفصیل اوپر مذکور ہوئی اب اس عمل کو بدعت (ڈھکوسلہ) اور اسکے عاملین کو بدعتی کہنا ہمارا حق ہے۔

سوال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سینے پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں تم کہتے ہو کوئی اسکا عامل نہیں جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا آئمہ مجتہدین میں بہت بڑا مقام ہے۔

جواب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد حق لیکن مبنی بر خطاء جیسا کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے علاوہ ازیں امام نووی رحمۃ اللہ نے انکا اس قول سے رجوع ثابت فرمایا ہے۔ چنانچہ شرح مسلم میں ہے کہ

و یجعلهما تحت صدره فوق السرة هذا مذهبنا المشهور و به قال ابو حنیفه و سفیان الثوری وا سحاق بن راهویه و ابو سحلق المروزی من اصحابنا یجلهما تحت سرته و عن علی ابی طالب روایتان کالمذهبین و روایة انه مخیر بینهما ولا ترجیع و بهذا قال الا وزاعی و ابن المنذر و عن مالك روایتان اهدهما و ضعهما تحت صدره والثانیة یرسلهما ولا یضع احدهما علی الاخریٰ۔

فهذه روایة جمهور اصحابه و هی مذهب اللیث ابن سعد و عن مالك استجاب لوضع فی النفل والا رسل فی الفرض و هوالذی رحجه البصریول و صحابه۔

ترجمہ اور دونوں ہاتھوں کو نیچے سینے کے اوراوپر ناف کے رکھے۔ یہ ہمارا مذہب مشہور ہے اور اس کے قائل ہیں جمہور اور ابوحنیفہ اور ابوسفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ اور ابواسحٰق مروزی شافعیہ نے کہا ہے کہ نیچے ناف کے دونوں ہاتھوں کو رکھے اور علی ابن ابی طالب سے دو روایات ہیں دو مذہبوں کی طرح اور احمد سے دو روائتیں ہیں دو مذہبوں کی طرح اور روایت تیسری ہے کہ ہمارہ مخیّر ہے درمیان دونوں کاموں کے اور ترجیع نہیں اور اس مذہب کا قائل اوزعی ابن منذر ہے اور مالک سے دو روائتیں ہیں۔ ایک یہ کہ دونوں ہاتھوں کو سینے کے نیچے رکھے اور دوسری یہ کہ دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے اور ایک کو دوسرے پر رکھے اور یہ روایت جمہور اصحاب مالک کی ہے اور یہی مذہب لیث ابن سعد کا ہے اور مالک سے روایت ہے کہ نفل میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا مستحب ہے اور فرض میں چھوڑ دینا اور اسکو بصریوں نے مالکیہ سے ترجیع دی ہے۔

فائدہ امام نووی کی تصریح سے ثابت ہوا کہ کسی مجتہد کا مذہب وضع علی الصدور نہیں نہ قبل شافعی نہ بعد بلکہ امام شافعی بھی قول مشہور میں اجماع سے اتفاق رکھتے ہیں اور مذہب صرف ان تینوں امروں میں منحصر ہے۔

وضع یاارسال وضع یا تحت سره یا فوق سره۔

﴿دعوتِ انصاف﴾ فقیر نے بھرپور دلائل سے ثابت کیا کہ غیر مقلدین کا سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا محض اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کھڑی کرنے کی کوشش ہے۔ اور یہ ایسی بدعتِ سیئہ کے مرتکب ہوئے ہیں جسے اسلاف میں کسی نے قبول نہیں کیا۔ اب حق یہ ہے کہ وہ خود اقرار کریں کہ وہ اہلِ بدعت (بدعتی) ہیں ورنہ عوامِ اہلِ اسلام پر لازم ہے کہ انہیں بجائے اہلِ حدیث کے دعویٰ کے اہلِ بدعت نام رکھنے پر مجبور کریں۔

سوال: تمہارے بیان کردہ روایت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں ایک راوی۔ عبدالرحمٰن ابن اسحق ابن الحارث الواسطی ابو شیبه و یقال کوفی ضعیف من السابعة ہے اور ضعیف روایت سے حجت کس کی؟

جواب﴾ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن متروک العمل نہیں۔ کیونکہ کوئی حدیث صحیح الاسناد اسکی معارض نہیں تا کہ متروک بنے۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد پیدا ہوا۔ تو اس کا ضعف امام صاحب کے مذہب کی قوت کو مضر نہیں کیونکہ ضعف سند امام صاحب کے بعد پیدا ہوا۔ روایت مذکورہ امام صاحب کو چیلنج سند سے ملی تھی۔

بیان کا مجمل کی قوت میں ہونا واجب نہیں تو حدیث ضعیف مجمل صحیح کا بیان واقع ہوسکتی ہے۔ جیسے خبر واحد مجمل قطعی کے بیان کیلئے صلاحیت رکھتی ہے اور قاعدہ ہے کہ حدیث مروی یا سانید ضعیفہ کی وجہ سے ضعف سے نکل کر حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچتی ہے۔

سوال﴾ تمہاری پیش کردہ بعض روایات مرسل ہیں اور مرسل روایات نا قابلِ حجت ہیں۔

جواب﴾ یہ بھی وہی غیر مقلدانہ دھوکہ ہے ورنہ اصول حدیث میں واضح دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ۔ مرسل مطلقاً امام اعظم و امام مالک و امام احمد وغیرہ آئمہ کے نزدیک حجۃ ہے۔

فی شرح نخبة الفکر قال المالك فی المشهور عنه انه صحیح و ابو حنیفه و طائفه من اصحابه وغیرهم من آئمة العلماء کا حمد فی المشهور عنه انه صحیح محتج به کل حکے ابن جریر التابعین باسرهم علیٰ قبوله و انه لم یات عنهم ولا عن واحد من الایمة بعدهم الیٰ راس سالمائتین الذین هم من القرون الفاضلة المشهور لها من الشارح

صلعم بالخبر یة و بالغ بعض القائلین لقبولہ فقواہ علی السند معلاً بان اسند فقد احالک و من احالک فقد تکفل لک انتھی و فیہ ایضاً و قال الشافعی یقبل ان اعتضدبمجیہ من وجہ آخر الطریق الاولیٰ بان یکون شیونھما مختلفۃ سواءَ کان مسدًا مرسلاً او اعتضد بان افتی عوام اھل العلم بمعناہ اذا کان المر متصفا من کبایر التابعین لیترحج احتمال کون المخذوف ثقتیٰ الامر فان قیل اذا عتضد بمسند فالمسند ھو ولا المرسل قیل ان المرسل اقویٰ بالمسنہ و بان بہ الساقط و صلاحیتہ لا حتجاج اذا المسند قد یکون ضعیفا و قیل ھما دلیلاً اذا المسند دلیل براسہ والمرسل دلیل براسہ والمرسل دلیل براسہ و المرسل یعتضد و یصیر دلیلا آخر فیترحج بھما الخبر عند معارضۃ خبر اخر لیس لہ طریق سوی سندہ۔

ترجمہ شرح نخبہ میں ہے کہ مالک سے مشہور ہے کہ مرسل صحیح ہے اور ابو حنیفہ اور ایک اور طائفہ اسکے اصحاب سے آئمہ علماء جیسا کہ امام احمد اس سے بھی مشہور ہے کہ مرسل صحیح محتج بہ ہے بلکہ ابن جریر نے سب تابعین کے اجماع نقل کی ہے کہ مرسل مقبول ہے اور نا تابعین سے اور نا کسی امام سے آئمہ من بعد تابعین سے انکا آیا ہے وہ سو برس کے بعد یہ لوگ قرون فاضلہ مشہود لہا بالخیر تین شارع کی جانب سے اور بعض علماء جو مرسل کو قبول کرتے ہیں وہ مرسل کو مسند پر قوی جانتے ہیں بدلیل آنکہ جس نے سند ذکر کر کے اس نے تجھ کو حوالہ دے دیا اور جس نے تجھ کو حوالہ دے دیا پس ضامن تیرا ہو گیا۔

اسی شرح نخبۃ الفکر میں ہے کہ شافعی نے کہا کہ مرسل اگر کسی طریق سے تائید کی جاوے تو قبول کی جاتی ہے کہ وہ طریق پہلے طریق سے مباین ہو اس طرح سے کہ شیوخ دونوں کے مختلف ہوں۔ عام اس سے کہ مسند ہو یا مرسل یا قوۃ پاوے اس طرح اس طرح کہ عوام علم موافق معنا اسکے فتوے دیویں جبکہ مرسل کبائر تابعین سے مروی ہوتا ہے کہ مخذوف کے ثقہ ہونے کا احتمال نفس الامری مرجح ہو جائے اگر اکہیں کہ جب مرسل نے مسند سے قوت پائی تو حجۃ مسند ہے مرسل کی کیا حاجت ہے جواب میں کہا گیا کہ۔ مرسل نے مسند کے ساتھ قوت پائی اور ساقط کا قوی ہونا اس سے ہوا اور احتجاج کت لائق ہوا۔ کیونکہ مسند کبھی ضعیف ہوتی ہے اور کبھی جواب دیا جاتا ہے کہ دونوں مرسل و مسند دلیلیں ہیں کیونکہ سند دلیل براسہ اور مرسل دلیل براسہ ہے مرسل قوۃ باقی ہے

اور دلیل دیگر بنتی ہے پس خبران دونوں کے ساتھ اُس خبر پر مسند فقط ترجیح پاتی ہے۔

خلاصہ جواب اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ آئمہ اربعہ متفق ہیں کہ مرسل حدیث قابل حجت ہے لیکن غیر ملقدین نے قسم اُٹھا رکھی ہے کہ وہ کسی کی نہیں مانیں گے اپنی ماریں گے تو انہیں یاد ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے واضع الفاظ میں فرمایا۔

من خارق الجماعة مبشرا۔

جواب ۲ یہ بھی اصولِ حدیث کا مسلم قاعدہ ہے۔

الحدیث المرسل المعتضد الفتوی العلماء الاعلام مقدم علی الحدیث۔ المعتقد الخالف عن فتوی الاجماع۔

ترجمہ وہ حدیث مرسل جو علمائے اسلام کے فتاویٰ سے موید ہو وہ اس حدیث سے مقدم ہے جسے فتاویٰ علمائے کرام سے تائید حاصل نہیں۔

الحمدللہ! فقیر نے مسئلہ ہاتھ زیرِ ناف باندھنے کی احادیث صحیحہ اور فتاویٰ آئمہ ازقرن اول سے ثابت کر دکھلایا اور اصولِ حدیث کے قوعدو ضوابط کے ساتھ مسئلہ مذکورہ کو موثق کیا۔ لیکن غیر مقلدین کے منشور کہ ساری خدائی ایک طرف ہو تب بھی یہ اپنی ضد نہ چھوڑیں گے۔ اگر کوئی مجبور ہے تو پھر جہاں وہ وہاں یہ۔

وما علینا الا البلاغ المبین و صلی اللہ علی حبیبہ الکریم الآمین و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

فقط والسلام

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۱۰ صفر ۱۴۱۴ھ

بہاولپور پاکستان۔